چہل حدیث

یعنی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی

اربعین

مع ترجمہ وحواشی

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

ناشر
صدق فاؤنڈیشن، لکھنؤ

طبع سوم

فروری ۲۰۲۳ء/رجب ۱۴۴۴ھ

نام کتاب	:	چہل حدیث ولی اللّٰہی
نام مترجم	:	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
صفحات	:	۳۲
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
کمپوزنگ	:	محمد شفقت علی بن شوکت علی عامر کمپیوٹرس، لکھنؤ
قیمت	:	25 روپئے

ناشر
صدق فاؤنڈیشن، لکھنؤ

خاتون منزل، حیدر مرزا روڈ، نزد گولہ گنج، لکھنؤ-226018 (اتر پردیش)

باسمہ تعالیٰ

پیش گفتار

مایہ ناز مفسر قرآن وممتاز ادیب وصحافی مولانا عبدالماجد دریابادیؒ (ولادت:۱۶/مارچ ۱۸۹۲ء-وفات:۶/جنوری ۱۹۷۷ء) بیسویں صدی مسیحی کے ایک باکمال اور توفیق یافتہ اہل قلم تھے۔اب ماجد نے ان کو دین کی فہم، علم کی دولت، قلم کی امانت، وقت کی اہمیت، اعتدال کی صفت اور نظم وضبط کی پابندی جیسی قابل صد رشک نعمتوں سے مالا مال کیا تھا۔انہوں نے ایک طرف تو قرآنیات اور اسلامیات کے ابواب میں بیش بہا خدمات انجام دیں، تو دوسری طرف انہوں نے فلسفہ ونفسیات، ترجمہ نگاری، صحافت، تذکرہ نویسی اور اردو ادب کے دیگر گوشوں کو بھی بھرپور نوازا۔

مولانا دریابادیؒ نے قرآن کریم ومتعلقات قرآن، حدیث شریف، سیرت نبویؐ، تصوف، فلسفہ، نفسیات، تراجم، تذکرہ، سفرنامہ اور متفرق عنوانات پر مشتمل ستر سے زائد کتابیں تحریر کیں۔ان کی کتابوں میں تفسیر ماجدی اردو (۷ جلدیں) انگریزی (۴ جلدیں) قصص ومسائل، الحیوانات فی القران، اعلام القرآن، جغرافیہ قرآنی، بشریت انبیاءؑ، مشکلات القرآن، چہل حدیث، شوق آخرت،

مناجات مقبول، ذکر رسولؐ، تصوف اسلام، سفر حجاز، تاریخ اخلاق یورپ، حکیم الامت-نقوش وتائثرات، محمد علی-ذاتی ڈائری کے چند ورق، اکبرنامہ، مکتوبات سلیمانی (۲ جلدیں)، اقبالیات ماجد، انشائے ماجد، نشریات ماجد، مثنوی بحر المحبت، آپ بیتی، معاصرین اور وخیات ماجدی زیادہ مشہور ومقبول ہوئیں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہ نمائی کے لیے اپنا آخری کلام یعنی قرآن کریم اپنے آخری نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل کیا۔ اس کو وحی متلو کہتے ہیں۔اس آخری وحی الٰہی کے اجمالی مضامین واحکام کی تشریح وتوضیح حامل قرآن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان حقیقت ترجمان سے بہترین اور مکمل طریقے پر ہوئی۔کلام خیر الانامؐ کو حدیث نبویؐ کہا جاتا ہے۔ اس کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لینے کا اجر بے حد وحساب ہے۔

رحمۃ للعالمین خاتم الانبیاء رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

”نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلِّغٍ اَوْعیٰ مِنْ سَامِعٍ۔“

(ترمذی، کتاب العلم بروایت حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو تروتازہ رکھے جس نے مجھ سے

کچھ سنا اور جیسا سنا ویسا ہی دوسرے تک پہنچایا۔ اس لیے کہ کبھی کبھی براہ راست سننے والے کے مقابلے میں دوسرا شخص زیادہ یاد رکھتا ہے۔

مبارک تر ہیں خدائے رحمٰن کے وہ بندے جنھوں نے حدیث نبویؐ کی خدمت کی، اس کی تبلیغ واشاعت میں حصہ لیا اور اپنے لیے ذخیرۂ آخرت کیا۔

زیر نظر مجموعہ احادیث مسند الہند حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (ولادت: ۲۱؍فروری ۱۷۰۳ء - وفات: ۲۰؍اگست ۱۷۶۲ء) کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ اردو زبان میں ان احادیث کی تشریح وتوضیح مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے اپنے ادیبانہ اسلوب میں کی ہے۔ ۱۹۶۹ء میں صدق جدید بک ایجنسی لکھنؤ نے اس کا پہلا ایڈیشن شایع کیا۔ اس کے بعد راقم سطور نے ۲۰۰۰ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن شایع کیا۔ اب الحمدللہ اس مجموعے کا تیسرا ایڈیشن صدق فاؤنڈیشن لکھنؤ سے شایع ہو رہا ہے۔ اس اشاعت میں محترمہ صبا ناہید ارشد صاحبہ (مقیم دبئ) کا گراں قدر تعاون شامل ہے۔ رب ماجد سے دعا ہے کہ ان محترمہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنے دین متین کی خدمت کے لیے قبول فرمالے۔ آمین

۱۴؍رجب ۱۴۴۴ھ
۶؍فروری ۲۰۲۳ء

ہیچ مدان
نعیم الرحمٰن صدیقی ندوی
صدق فاؤنڈیشن، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اربعین یعنی چالیس حدیثیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی، حفظ کرنے، دوسروں کو سنانے اور اُمت میں ان کی اشاعت کی فضیلت خود حدیث ہی میں ایسی بیان ہوئی ہے، کہ کہنا چاہیے کہ ہر محدث بلکہ تقریباً ہر عالم جلیل القدر کو تمنا اس کی پیدا ہوگئی کہ وہ کوئی نہ کوئی اربعین (چہل حدیث) اپنی یادگار چھوڑ جائے۔

علم وعمل دونوں سے تہی مایہ، اس بے بضاعت کے نصیب اتنے کہاں تھے، اس کوچے کی تو اسے ہوا ہی نہیں لگی۔ فن حدیث کی ابجد سے بھی اُسے مس نہیں۔ یہ سعادت اُس کے حصے میں آتی بھی تو کیسے آتی؟ ایسی ناممکن چیز کی تمنا بھی دل نے نہ کی۔

یک بہ یک ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ اس ملک کے مایہ ناز فخر المتاخرین حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی مرتب کی ہوئی اربعین چھپی چھپائی اور اُردو میں ترجمہ کی ہوئی، نظروں کے سامنے موجود ہے، مختصر، سہل اور بلیغ۔ حدیث نبویؐ کا کوئی سا بھی مجموعہ ہوتا، بہرحال سر اور آنکھوں پر رکھنے کے قابل تھا، چہ جائے کہ جو شاہ صاحب دہلوی جیسے مبصر و صاحب نظر کا انتخاب کیا ہوا ہو! دل لوٹ ہوگیا اور جی نے کہا کہ رحمت الٰہی نے بلا کاوش و

تعب، راہ کیسی آسان کردی! مولا دینے پر آتا ہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ یہ کہاوت ایسے ہی موقع کے لیے ہے۔ اب اسی اربعین ولی اللّٰہی کو اپنایے۔ ترجمے کی زبان پُرانی ہو چکی ہے، اس کو ذرا نئے سانچے میں ڈھالیے اور شرح وتوضیح کے نام سے کچھ سطریں بڑھایے، پھیلایے۔ اس حاصل جمع کو اپنے نام سے شایع کیجیے اور اس طرح اپنا لہو بہا کر نہیں، دوسروں کا لہو اپنی انگلیوں میں لگا کر اپنا نام بھی شہیدوں میں لکھوایے۔ عجب کیا کہ مالک کی کریمی اس ادنیٰ ملابست کو بھی درجۂ قبول وسرافرازی دے دے اور مٹی کے ڈھیلوں کو سونے کے ڈلوں کے مول خرید لے اور چور دروازے سے گھس آنے والے ایک اربعین کے خادم کو بھی صاحب اربعین کی رفاقت نصیب کردے!

ہمارے نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علاوہ اپنے سارے روحانی کمالات اور معنوی بلندیوں کے، زبان وادب کا مذاق بھی نہایت اعلیٰ و پاکیزہ رکھتے تھے۔ آپؐ کا کلام سراسر بلاغت نظام تھا اور بعد قرآن مجید کے، پھر جس کلام کو بلیغ ترین کہا جاسکتا ہے وہ قرآن لانے والے ہی کا ہے۔ اس کا ایک ہلکا سا نمونہ خود یہی اربعین ہے۔ کیسی کیسی وسیع و بلند حقیقتوں کے دریا کو دو دو چار چار لفظوں کے کوزے میں بند کر دیا ہے! نطق نبویؐ کے یہ جواہر پارے اپنے کمال ایجاز و بلاغت کے لحاظ سے اس قابل ہیں کہ زبان میں ضرب المثل بن کر رہیں اور ان میں سے متعدد تو اب بھی یہ مرتبہ حاصل کر چکے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب دہلویؒ کا سال وفات ۱۱۷۶ھ (۱۷۶۲ء) ہے۔ ظاہر ہے

کہ ان کی چہل حدیث کی ترتیب اس سے قبل ہی ہوئی ہوگی۔ اس کے تقریباً سو سال بعد ۱۲۵۴ھ (۱۸۳۸ء) میں اس کا ایک اُردو ترجمہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے ایک خلیفہ سید عبداللہ مرحوم نے مطبع احمدی کلکتہ سے شایع کیا اور اس کے چار ہی سال بعد دوسرا ترجمہ بہ اضافۂ حواشی لکھنؤ کے نام ور ناشر محمد مصطفیٰ خاں صاحب بن محمد روشن خاں نے اپنے مطبع مصطفائی لکھنؤ (محمود نگر) سے جمادی الاخریٰ ۱۲۵۸ھ (۱۸۴۲ء) میں شایع کیا۔ اور اب ماہ نامہ الرحیم (حیدرآباد، پاکستان) کے مئی ۱۹۶۷ء نمبر میں مولانا عبدالحلیم چشتی نے اس دوسرے ترجمے کو مع متن احادیث وحواشی بجنسہٖ شائع کر دیا۔ اس بے علم نے متن کو تو تمام وکمال لے لیا اور ترجمے میں بھی نظر ثانی کی ضرورت بس اتنی ہی رکھی، جتنی کی توقع سوا سو برس گزر جانے کے بعد کی جاسکتی تھی۔ اردو میں پیراگراف کے اندر جو معلومات درج ہوئے وہ بھی اس کے مقالے سے ماخوذ ہیں۔

میری ممنونیت وسپاس گزاری چشتی صاحب، صاحب مقالہ اور ایڈیٹر صاحب ماہنامۂ موصوف کے حق میں بالکل ظاہر وباہر ہے۔

اللہ، شاہ صاحب دہلویؒ اور اُن کے دونوں مترجمین کو اپنی رحمتوں اور نوازشوں کی چادر سے ڈھانپ دے اور اس عاصی کے جلی وخفی گناہوں پر عفو اور مغفرت کا خط پھیر دے۔

دریاباد، بارہ بنکی
۱۹۶۷ء/ ۱۳۸۷ھ

عبدالماجد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ نہایت مہربان، بار بار رحمت کرنے والے کے نام سے

أَمَّا بَعْدَ! اَلْحَمْدُ وَالصَّلٰوةِ فَهٰذِهِ أَرْبَعُوْنَ حَدِيْثًا مُسْنَدَةً بِالسَّنَدِ الصَّحِيْحِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبَانِيْهَا يَسِيْرَةٌ وَمَعَانِيْهَا كَثِيْرَةٌ لِيَدْرِسَهَا رَاغِبُ خَيْرٍ رَجَاءَ اَنْ يُّدْخَلَ فِيْ زُمْرَةِ الْعُلَمَآءِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاءُ

ترجمہ: حمد الٰہی اور درود مصطفائی کے بعد عرض ہے کہ یہ چالیس حدیثیں ہیں سند صحیح کے ساتھ نبیؐ کی طرف مستند۔ ان کے لفظ تھوڑے ہیں اور معنی بہت [۱] تا کہ انھیں پڑھے خیر کا شائق، اس اُمید کے ساتھ کہ وہ طبقہ علماء میں شامل کر لیا جائے۔ [۲] نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اس قول کے بموجب کہ

تشریح: (۱) عربی میں کلام بلیغ کی جو ایک پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ خَيْرُ الْكَلَامِ مَاقَلَّ وَدَلَّ، بہترین کلام وہ ہے جو لفظاً مختصر ہو اور معناً وسیع۔ وہ شان اس کلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پوری ہے اور شاہ صاحب نے جو ۴۰ حدیثیں روایت فرمائی ہیں، وہ اس معیار پر سو فی صد پوری اُترتی ہیں۔
(۲) یعنی اللہ کے نزدیک اور حشر میں۔

مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْ اَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَافِعًا وَشَهِيْدًا، قَالَ الْفَقِيْرُ وَلِيُّ اللّٰهِ عفى عنه شَافَهَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ الْمَدَنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ الشَّيْخِ اِبْرَاهِيْمُ الْكُرْدِيِّ

ترجمہ: جس نے یاد رکھیں میری اُمت کے واسطے چالیس حدیثیں اُمت کے دین کے بارے میں تو اللہ سے اٹھائے گا فقیہ کی حیثیت سے اور میں اس کی طرف سے شافع اور گواہ ہوں گا قیامت کے دن۔ [۳] کہتا ہے فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ میرے سامنے روایت کی ابوطاہر مدنی نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے۔

تشریح: (۳) یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کیسی بشارت دینے والی، ڈھارس بندھانے والی، تسلی قلب کا سامان بہم پہنچا دینے والی ہے۔ اللہ اللہ! کتنا پر منفعت اور کتنا ارزاں سودا!۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور شہادت کی نعمت بے بہا حاصل ہوئی جا رہی ہے۔ اتنا سادا ہلکا کام کر دینے کے عوض کہ ۴۰ چھوٹی چھوٹی سی حدیثیں جمع کر کے سنا دیں۔
فقیہ اُسے کہتے ہیں جس کی سمجھ بوجھ دین کے بارے میں سند و مستند ہو۔ ماہر دینیات۔

عَنْ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ الْقَادِرِ عَنْ جَدِّهِ يَحْيٰى عَنْ جَدِّهِ الْمُحِبِّ عَنْ عَمِّ اَبِيْهِ اَبِيْ اَيْمَن عَنْ اَبِيْهِ شِهَابٍ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيِ الدِّيْنِ عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ عَنِ السَّيِّدِ اَبِيْ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: اور انہوں نے [۴] زین العابدین سے اور انہوں نے اپنے والد عبدالقادر سے اور اُنہوں نے اپنے دادا یحیٰ سے اور اُنہوں نے اپنے دادا محبّ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے چچا ابی ایمن سے اور انھوں نے اپنے والد شہاب احمد سے اور اُنہوں نے اپنے والد رضی الدین سے اور انہوں نے ابوالقاسم سے، انہوں نے سید ابومحمد سے

تشریح: (۴) روایت مسلسل اسی کو کہتے ہیں اور اس فن کو ہمارے محدثین نے جس کمال پر پہنچا دیا، اس کی نظیر نہ ان سے قبل کسی دور میں ملی ہے اور نہ ان کے بعد کسی دوسرے زمانے میں۔ مورخین عالم کی بڑی سی بڑی کوششیں اور کاوشیں ہیچ ہیں، محدثین کی اس تعنعن کے سامنے۔
لفظ ''اور'' کا اضافہ اردو میں سلسلۂ ربط روایت کے اظہار کے لیے ہے۔ عربی میں حرف 'عن' ('از' یا 'سے') آتا ہے بغیر کسی حرف عطف کے۔

عَنْ وَّالِدِهٖ اَبِي الْحَسَنِ عَنْ وَالِدِهٖ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ أَبِيْ عَلِيٍّ عَنْ وَالِدِهٖ مُحَمَّدٍ زَاهِدٍ عَنْ وَالِدِهٖ اَبِيْ عَلِيٍّ عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ عَنْ وَالِدِهٖ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَنْ وَالِدِهٖ الْحُسَيْنِ عَنْ وَالِدِهٖ جَعْفَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ عَنْ اَبِيْهِ الْاِمَامِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: اور انہوں نے اپنے والد ابوالحسن سے اور انہوں نے اپنے والد ابوطالب سے اور اُنہوں نے ابوعلی سے اور انہوں نے اپنے والد محمد زاہد سے انہوں نے اپنے والد ابوعلی سے اور اُنہوں نے ابوالقاسم سے اور اُنہوں نے اپنے والد ابومحمد سے اور اُنہوں نے اپنے باپ حسین سے اور اُنہوں نے اپنے والد جعفر سے اور انہوں نے اپنے والد عبداللہ سے اور اُنہوں نے اپنے والد زین العابدین سے اور انہوں نے اپنے والد امام حسین سے اور اُنہوں نے اپنے والد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے کہ: انہوں نے کہا [۵] کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، کہ

تشریح: (۵) یعنی آخری راوی امیر المومنین حضرت علیؓ نے۔
اس چہل حدیث کو ایک مزید شرف یہ بھی حاصل ہے کہ اس کی ساری روایتوں کا سلسلہ جا کر حضرت علیؓ پر ختم ہوتا ہے۔

(۱) لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ

ترجمہ: شنید دید کے برابر نہیں۔

تشریح: مشہور مصرعہ ''شنیدہ کے بود مانندِ دیدہ'' اسی کا ترجمان ہے۔ حدیث اس حقیقت کا اظہار کر رہی ہے کہ خبر و روایت، وزن و تحقیق میں رویت و مشاہدے کی برابری نہیں کر سکتی۔ دنیا اگر اس سامنے کی حقیقت کو خیال میں رکھے، تو کتنی اُلجھنوں سے نجات مل جائے۔

(وَبِهٖ)

ترجمہ: اور اسی سند سے۔

تشریح: وَبِهٖ سے مراد ہے کہ جس سلسلہ اسناد سے روایت ماقبل نقل ہوئی ہے، اسی سے یہ روایت بھی آئی ہے۔ محدثین متنِ حدیث کے ساتھ اس کا دُہرانا بھی ہر بار ضروری سمجھتے ہیں۔ ترجمے میں آئندہ سے اس کا التزام نہ رہے گا۔

(۲) اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ

ترجمہ: جنگ تو دھوکے کا نام ہے۔

تشریح: یعنی جنگ کسی معاملے میں حق و ناحق کا معیار نہیں۔ بلکہ دنیا میں عام طور سے جنگیں جو ہوتی ہیں ان میں مقصود چوں کہ بہر صورت فتح و کامیابی ہی ہوتی ہے، اس لیے ہر فریق پوری طرح دھوکے دھڑی سے بھی کام لیتا ہے اور دنیا جنگ میں اخلاقی قانون کی پابند نہیں رہتی۔ یہ بیان ''حرب'' (جنگ) کا ہے، جیسی کہ وہ دنیا میں معروف و متعارف ہے۔ اسے اسلام کے بتائے ہوئے ''قتال'' و جہاد سے کوئی تعلق نہیں، جس کی بنیاد ہی تمام تر حق و حقانیت، صدق و اخلاص پر ہے۔

(۳) وَبِهٖ اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰةُ الْمُسْلِمِ

ترجمہ: ایک مُسلم دوسرے مسلم کا آئینہ ہے۔

تشریح: یعنی ہر مومن کا دل دوسرے کی طرف سے آئینے کی طرح صاف و بے غبار ہونا چاہیے اور غایتِ اخلاص سے یہ چاہیے کہ دوسرے کا عیب اسی کو جتا دیں۔

(۴) وَبِهٖ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ

ترجمہ: جس سے مشورہ کیا جائے اُسے امانت داری لازم ہے۔

تشریح: اس میں تاکید ہے اخلاص کی۔ جو تم سے مشورہ چاہے اُسے خلوص دل سے دو اور اس کے رازوں کو دوسروں پر ظاہر نہ کرو۔

(۵) وَبِهٖ اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ

ترجمہ: نیک کام کا بتانے والا بھی اس کے کرنے والے کے برابر ہے۔

تشریح: یعنی کسی بھلائی کی ترغیب دینے والا، اس کی طرف شوق و رغبت دلانے والا بھی اللہ کے ہاں اصل فاعل سے پیچھے رہنے والا نہیں۔ داعیٔ خیر بھی اجر میں فاعل خیر کا شریک و سہیم ہوگا۔ اسلام خیر ہی کا نہیں، خیرِ اجتماعی کا بھی حریص ہے۔

(۶) وَبِهٖ اِسْتَعِيْنُوْا عَلَى الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ

ترجمہ: ضرورتوں میں مدد چاہو چھپا کر۔

تشریح: انسان اپنی ضرورتوں میں دوسروں کی مدد کا محتاج رہتا ہی ہے۔ چاہیے کہ یہ عمل استعانت چپکے چپکے جاری رکھے، بلا ضرورت اس کا چرچا نہ کرتا پھرے، کہ اس سے مخالفوں کو دراندازی کا موقع مل جائے گا۔

(۷) وَبِهٖ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ

ترجمہ: دوزخ سے بچو آدھے چھوہارے ہی سے سہی۔

تشریح: نیکی کے ادنیٰ سے ادنیٰ کام کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ ''آدھا چھوہارا''

مقدار و تعداد کی تصغیر کے دکھانے کو ہے۔ یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ کام سے بھی دریغ نہ کرو۔ کیا معلوم کہ تمہاری نجات اسی حقیر سے عمل سے ہو جائے۔

(۸) وَبِهٖ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

ترجمہ: دنیا قید خانہ ہے مومن کا اور جنت ہے کافر کی۔

تشریح: مومن کو جو وسعتیں آخرت میں نصیب ہونا ہیں، ان کے مقابلے میں یہ تنگنائے دنیا اس کے لیے جیل خانہ یا کال کوٹھری ہی ہے۔ کافر جو آخرت کی نعمتوں سے محروم ہے، اسے کہو جو جشن منانا ہے یہیں منا لے۔ اس کو اپنی جنت سمجھ لے۔

یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ مومن کے لیے دنیا میں طرح طرح کی قیدیں ہیں، پابندیاں ہیں، شریعت کے حدود و قیود ہیں۔ منکر یہاں جانوروں کی طرح بے کھٹکے ہر طرف چلتا پھرتا، کھاتا پیتا، ڈینگ مارتا پھرتا ہے۔

(۹) وَبِهٖ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ

ترجمہ: حیا سرتاسر خیر ہی ہے۔

تشریح: شرم و غیرت کی خیریت کُل اس مختصر ارشاد سے ظاہر ہے۔

(۱۰) وَبِهٖ عِدَةُ الْمُؤْمِنِ كَاَخْذِ الْكَفِّ

ترجمہ: مومن کا (زبانی) وعدہ اس کے ہاتھ مارنے کے برابر ہے۔

تشریح: مومن کو محض اپنے زبانی وعدے کا اتنا پاس ولحاظ ہونا چاہیے کہ جیسے اس نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کوئی پکا وعدہ کرلیا ہو۔ مومن کی ہر بات پتھر کی لکیر ہونا چاہیے۔

(۱۱) وَبِهٖ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ

ترجمہ: جائز نہیں کسی مومن کو کہ وہ چھوڑے اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ۔

تشریح: دینوی معاملات میں آپس میں رنج پہنچتے رہنا ایک امر طبعی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہاں تک تو مضائقہ نہیں کہ ایک مسلمان دوسرے سے منہ پھیر لے، اس سے بول چال، صاحب سلامت ترک کردے۔ لیکن اس طبعی اشتعال و ہیجان کی بھی ایک محدود مدّت ہوتی ہے۔ یہ نہ ہو کہ یہ مہینوں، برسوں جاری رہے۔ بس اسے تین دن میں ختم

ہو جانا چاہیے۔۔۔۔ دنیا کے اس دانا ترین انسانؐ اور سب سے بڑے حکیم فطرت نے اس فیصلے میں کیسی رعایتیں دونوں فریقوں کی رکھ لیں! ناراض ہونے کی بھی اجازت دے دی اور ساتھ ہی اُس ناراضی پر قید بھی عائد کردی۔

حدیث میں فریق ثانی کے لیے لفظ بھائی (اَخٌ) لانا کس درجہ حکیمانہ ہے۔

(۱۲) وَبِهٖ لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں جو ہم سے خیانت کرے۔

تشریح: اللہ اکبر! امت کی اجتماعی فلاح و بہبود کس درجے آپؐ کو محبوب تھی اور کیا درجہ تاکید کا آپؐ نے اس کے لیے کرلیا ہے۔ صاف فرما دیا کہ جو کوئی مسلمان بھائی سے کسی قسم کی خیانت کرے، اسے دھوکا دے، فریب میں رکھے، وہ اس قابل نہیں کہ اس کا شمار دائرہ اُمت کے اندر کیا جائے!

(۱۳) وَبِهٖ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى

ترجمہ: جو چیز ہو تو تھوڑی، مگر کافی ہو جائے وہ بہتر ہے اس سے جو ہو تو بہت، مگر غفلت میں ڈال دے۔

تشریح: نعمت مقدار یا تعداد میں کتنی ہی تھوڑی یا چھوٹی ہو، لیکن اگر اس سے دل میں سکون اور طبیعت میں قناعت پیدا ہو رہی ہو، تو وہ کہیں بہتر ہے

ایسی دولت سے، جو دیکھنے میں بڑی خوش نما ہو، لیکن بجائے سکون وقناعت کے، وہ حرص و ہوس کو بھڑکانے والی ہو۔۔۔۔ مشروب وہی اچھا جو پیاس بجھائے، نہ کہ وہ جو اور تشنگی بڑھائے!

(۱۴) وَبِهٖ اَلرَّاجِعُ فِىْ هِبَتِهٖ كَالرَّاجِعِ فِىْ قَيْئِهٖ

ترجمہ: دی ہوئی چیز کا پھیر لینے والا ایسا ہے جیسے اپنی قے کو چاٹ جانے والا۔

تشریح: طبعی کراہت کی کیسی سچی اور موثر تصویر کھینچ دی ہے۔

(۱۵) وَبِهٖ اَلْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ

ترجمہ: مصیبت تو مقرر ہے بولنے ہی پر۔

تشریح: دنیا میں زیادہ تر آفتیں نتیجہ ہوتی ہیں زیادہ گوئی، غلط گوئی، فضول گوئی کا۔ انسان اگر اپنی زبان قابو میں رکھنا سیکھ لے تو کتنی مصیبتوں، فکروں اور رنجشوں سے نجات پا سکتا ہے۔

حضرت تھانویؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ بزرگوں نے تین باتیں اہل طریق کے لیے لازمی رکھی ہیں۔ ایک کم کھانا، دوسرے کم سونا، تیسرے کم بولنا۔

لیکن میں نے تجربے سے پایا ہے کہ اس راہ کے لیے اہم ترین ہدایت کم بولنے کی ہے۔ پہلی دو چیزوں میں بے احتیاطی تو لشتم پشتم چل جاتی ہے لیکن زیادہ گوئی کا فتنہ ایسا ہے جو زہر قاتل کا کام دیتا ہے۔

احادیث نبویؐ زبان کے فتنوں سے بھری پڑی ہیں اور امام غزالیؒ وغیرہ نے بھی اس پر تفصیل سے لکھا ہے۔

(۱۶) وَبِهٖ اَلنَّاسُ كَاَسْنَانِ الْمُشْطِ

ترجمہ: انسانوں کی مثال کنگھی کے دندانوں کی ہے۔

تشریح: یعنی جس طرح چند دندانوں کے ٹوٹ جانے سے پوری کنگھی ناقص ہو جاتی ہے۔ چند لوگوں کے راہ فساد پر پڑ جانے سے پورا معاشرۂ انسانی داغ دار ہو جاتا ہے۔

(۱۷) وَبِهٖ اَلْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

ترجمہ: تونگری تو دل کی تونگری ہے۔

تشریح: سعدی کا مقولہ ”تونگری بہ دل است نہ بہ مال“ شاید اسی حدیث سرتاپا حقیقت کا ترجمہ ہے اور انسانی تجربات کا یہ ایک خلاصہ یا نچوڑ ہے۔

(۱۸) وبہٖ اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ

ترجمہ: خوش قسمت وہ ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت حاصل کرے۔

تشریح: بدنصیب ہے وہ کہ دوسرے اس کی بدانجامی سے سبق حاصل کریں۔ اور خوش نصیب ہے وہ جو خود ہی دوسروں کا انجام دیکھ دیکھ اپنی اصلاح حال کرلے۔

(۱۹) وبہٖ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

ترجمہ: بعض شعر پُرحکمت ہوتے ہیں اور بعض تقریریں سحرانگیز۔

تشریح: اچھے شاعروں کے کلام میں حکمت کے موتی دبے ہوئے ملتے ہیں۔ جیسا کہ ہر شخص کا تجربہ ہے اور اسی طرح کتنے خطیبوں کی خطابت دلوں کو زیروزبر کردیتی ہے۔

(۲۰) وبہٖ عَفْوُ الْمُلُوْکِ اِبْقَاءٌ لِلْمُلْکِ

ترجمہ: بادشاہوں کے عفو سے ملک کی بقا ہے۔

تشریح: سلطنت کے قیام واستحکام میں بڑا دخل فرماں روا کے حلم وتحمل اور درگزر کو ہوتا ہے۔ بادشاہ اگر بات بات پر غصہ کرنے لگے تو رعایا تباہ اور ملک ویران یا باغی ہوکر رہے۔

(۲۱) وبہٖ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّہٗ

ترجمہ: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہے۔

تشریح: یہ کتنا اچھا نسخہ ساری امت کو تعلیم کردیا گیا ہے۔ ابرار وصالحین کے ساتھ اگر رشتۂ محبت قائم کرلو، تو ان کی معیت ورفاقت کی دولت خود ہی تمھیں نصیب ہوجائے گی اور ساری مخلوق کی محبت سے اشرف وافضل محبت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

(۲۲) وبہٖ مَا ھَلَکَ امْرَءٌ عَرَفَ قَدْرَہٗ

ترجمہ: جس شخص نے اپنی حقیقت پہچان لی وہ برباد نہ ہوا۔

تشریح: اپنی حقیقت پہچان لینا انسان کے لیے بہت بڑی نعمت ہے، جو انانیت کے مغالطوں سے نکل آیا اور جس نے اپنی کم زوریاں پہچان لیں، وہ ان شاءاللہ فریب نفس سے محفوظ رہے گا اور عرفان نفس سے عرفانِ حق کی راہ کھل جائے گی۔ بزرگوں نے اسی لیے تو کہا ہے کہ:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ خودشناسی ذریعہ ہے خداشناسی کا۔

(۲۳) وبہٖ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاھِرِ الْحَجَرُ

ترجمہ: لڑکا عورت کے لیے اور حرام کار (مرد) کے لیے پتھر۔

تشریح: اولاد اگر ناجائز ہے تو اس کی ماں ہی اس کی مالک ہوگی۔ حرام کار باپ کو اس پر کچھ بھی حق حاصل نہ ہوگا۔

(۲۴) وبہٖ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی

ترجمہ: اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے۔

تشریح: کنایہ ہے اس حقیقت سے کہ دینے والا افضل ہوتا ہے لینے والے (سائل) سے۔۔۔۔ امراء واغنیاء فرط اخلاص سے جو ہدیے اہل اللہ کی خدمت میں پیش کرتے رہتے ہیں، وہ یہاں مراد نہیں۔

(۲۵) وبہٖ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَّا یَشْکُرُ النَّاسَ

ترجمہ: جو بندوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہ ہوگا۔

تشریح: کتنی کام کی اور کیسی ہدایت آموز حقیقت کا بیان ہے۔ اصل شکر یہ تو ہر حال میں منعمِ حقیقی ہی کا حصہ ہوتا ہے، لیکن بندے پر لازم ہے کہ احسان مند اور شکر گزار اپنے محسنِ قریب کا بھی ہو۔ یعنی اس بندے کا بھی

جو واسطہ اور ظاہری ذریعہ اس انعام و نعمت کا ہوا ہے۔۔۔۔ آپسی خوش گوار تعلقات کا کتنا اچھا نسخہ اس ہدایت سے ہاتھ آجاتا ہے۔

(۲۶) وَبِہٖ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ

ترجمہ: محبت کسی چیز کی تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

تشریح: جذبۂ محبت حقیقت شناسی کے لیے ایک حجاب بن جاتا ہے۔ جہاں کسی چیز کی الفت و محبت دل پر غالب آگئی، بس پھر اس کا کوئی عیب محسوس نہیں ہوتا۔

(۲۷) وَبِہٖ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَيْهَا وَبُغْضِ مَنْ اَسَاءَ اِلَيْهَا

ترجمہ: دلوں کی خلقت ہی ایسی ہوئی ہے کہ بھلائی کرنے والے کے ساتھ انہیں محبت پیدا ہو جاتی ہے اور برائی کرنے والے کے ساتھ دشمنی۔

تشریح: محسن کی طرف دل کا کھنچنا اور موذی کی طرف سے دل کا ہٹ جانا، انسان کی سرشت و جبلت میں داخل ہے۔ نفسیاتی حقیقتیں تو حدیث نبویؐ میں بڑی کثرت سے بیان ہوئی ہیں، انہی کی ایک مثال یہ حقیقت ہے۔

(۲۸) وَبِہٖ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ

ترجمہ: گناہ سے توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے ہی کے برابر ہے۔

تشریح: بیان تائب کے مرتبے کا ہے۔ جب کسی گناہ گار نے اس گناہ کو چھوڑ دیا اور دل سے اس پر نادم و پشیمان ہوا، بلکہ اگر اس کا تدارک عملاً ممکن ہوا تو وہ بھی کر دیا، تو اب اس پر الزام کسی قسم کا نہ رہا اور نہ اللہ کے ہاں اس کے مرتبۂ مقبولیت میں فرق آیا۔

(۲۹) وَبِہٖ اَلشَّاهِدُ يَرٰى مَا لَا يَرَاهُ الْغَائِبُ

ترجمہ: حاضر دیکھ لیتا ہے اس شے کو جسے غائب نہیں دیکھتا۔

تشریح: حاضر اور غائب میں بڑا فرق ہے۔ حاضر واقعے کا شہود براہِ راست کرتا ہے۔ غائب کو اس کا علم بالواسطہ ہو سکتا ہے۔

(۳۰) وَبِہٖ اِذَا جَاءَكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ

ترجمہ: جب تمہارے پاس کسی جماعت کا سردار آئے تو اس کی تعظیم کرو۔

تشریح: مسلمان کا اکرام تو بہر صورت لازم ہے ہی۔ یہاں اس کا ذکر نہیں بلکہ غیروں کا ذکر ہے، کہ اگر اُن کے بھی کسی قوم یا قبیلہ کا سردار تمہارے پاس آجائے تو اس کی سرداری بجائے خود اس کا حق رکھتی ہے کہ تم بھی اس کا اکرام کرو۔۔۔ عام بشری جذبات کی بھی کتنی رعایتیں ہمارے نبی امیؐ نے رکھ لی ہیں۔

(۳۱) وَبِہٖ اَلْيَمِيْنُ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّيَارَ الْبَلَاقِعَ

ترجمہ: جھوٹی قسم ملکوں کو اجاڑ ڈالتی ہے۔

تشریح: جس قوم میں جھوٹی قسم کا رواج چل پڑتا ہے، معاملات میں جھوٹی گواہیاں چلنے لگتی ہیں اور عدالتوں میں بڑے بڑے فیصلے جھوٹے

گواہوں کے بیان پر صادر ہونے لگتے ہیں۔ اس قوم کا کردار شریفوں کا نہیں رذیلوں کا بن جاتا ہے، اس کی اخلاقی بنیادیں اندر ہی اندر کھوکھلی ہو جاتی ہیں اور آخر کار وہ قوم تباہ ہو کر رہتی ہے۔

(۳۲) وَبِہٖ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ

ترجمہ: جو اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔

تشریح: جس مال یا جائداد کا انسان مالک ہے اس کی حفاظت کا اُسے ویسا ہی حق ہے، جیسے اپنے وطن و ملک کی حفاظت کا۔ اور شریعت الٰہی نے اس جذبۂ فطری کی اس درجہ رعایت رکھی ہے کہ ایسے مظلوم کو بھی، جو حفاظتِ مال میں مارا جائے، ایک درجہ شہادت کا دے دیا ہے۔

(۳۳) وَبِہٖ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ

ترجمہ: اعمال کا دارمدار نیت پر ہے۔

تشریح: یہاں کتنی گہری حقیقت دو لفظوں میں بیان فرما دی ہے۔ انسان جو کچھ بھی دوسروں کا عمل دیکھتا ہے، وہ تو صرف صورتِ عمل ہوتی ہے، عمل کا صرف ظاہری قالب ہوتا ہے۔ باقی روحِ عمل تو دوسروں کی نظر سے

ہمیشہ مخفی ہی رہتی ہے۔ اصل شے تو محرکِ عمل ہے اور وہ صرف عالم الغیب کے علم میں رہتی ہے۔ اسی کا نام نیت ہے۔

صحیح بخاری کی پہلی حدیث اور اسی کلیے میں بنیادی حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہے۔

(۳۴) وَبِہٖ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ

ترجمہ: قوم کا سردار تو اس کا خادم ہوتا ہے۔

تشریح: کتنے کام کی ہدایت سرداروں، پیشواؤں، فرماں رواؤں، بادشاہوں کے لیے ہے۔ حاکم و سردار ہونے کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ وہ شخص اپنا نصب العین اپنی قوم کی خدمت بنائے ہوئے ہے۔ اپنی سرداری اگر قائم رکھنا ہے تو بس قوم کی خدمت میں لگے رہیے۔

(۳۵) وَبِہٖ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا

ترجمہ: عمل میں سب سے بہتر اس کا درجہ درمیانی ہے۔

تشریح: یعنی عمل میں اعتدال و میانہ روی، نہ کمی نہ زیادتی، نہ افراط نہ تفریط، نہ زیادہ گرمی نہ زیادہ نرمی۔

(۳۶) وَبِہٖ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُكُوْرِهَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ

ترجمہ: الٰہی میری اُمّت کو برکت دے جمعرات کی صبح میں۔

تشریح: ہفتے میں جمعہ کا دن تو مبارک ہے ہی۔ رسول کریم ﷺ نے اسی کے متصل دن، جمعرات کے بھی بابرکت ہونے کی دعا اپنی امت کے حق میں فرما دی ہے۔

(۳۷) وَبِہٖ كَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّكُوْنَ كُفْرًا

ترجمہ: قریب ہے کہ مفلسی کفر تک پہنچ جائے۔

تشریح: قناعت، بے طمعی، مسکینی کی تو حدیث میں خود بڑی فضیلت آئی ہے اور آں حضور ﷺ نے مسکین ہی کی زندگی اختیار رکھی، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ آپؐ نے اُمّت کے ہر طبقے کے لیے ہر حال میں فقر ہی کو پسند کیا ہے۔ بلکہ ساتھ ہی فطرتِ بشری کے دوسرے پہلوؤں پر نظر رکھ کر یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ فقر بعض دفعہ بندے کے لیے ناقابلِ برداشت ہو کر اُسے حدِ کفر تک

پہنچا دیتا ہے۔ نظام اسلام کے اندر گنجایش مال داری و تموّل کی بھی ہے۔

اکابرِ اُمّت میں رسول کریم ﷺ کی آنکھوں کے سامنے جس طرح ابوذرؓ اور ابوہریرہؓ ہوئے ہیں، عثمان غنیؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور طلحہؓ و زبیرؓ بھی ہوئے ہیں۔

(۳۸) وَبِہٖ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ

ترجمہ: سفر بھی مصیبت کی ایک قسم ہے۔

تشریح: آپؐ کے معاصرین کے زمانے میں سفر کا ایک مصیبت ہونا تو ظاہر ہی تھا۔ اب جب اتنی سہولتیں بہم پہنچ گئی ہیں، سفر بھی حضر کی آسایشوں اور راحتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اپنے معمولات میں کچھ نہ کچھ فرق آ جاتا تو بہر حال ناگزیر ہے۔

(۳۹) وَبِہٖ اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ

ترجمہ: مجلسیں قائم رہتی ہیں امانت سے۔

تشریح: کسی کا راز افشا نہ ہونے دینا، مجلس کی بات مجلس ہی تک محدود رکھنا تو پہلا قدم مجلسی، اجتماعی زندگی کا ہے۔

(۴۰) وَبِہٖ خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی

ترجمہ: بہترین توشہ پرہیزگاری ہے۔

تشریح: سفر کے سلسلے میں تو یہ ٹکڑا ایک آیت قرآنی کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے عام کر کے بتا دیا کہ پرہیزگاری ایسی نعمت ہے جو سفر زندگی کے ہر ہر شعبے میں بہترین زادِ راہ کا کام دے سکتی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ

وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اللہ کی رحمت نازل ہو بہترین خلائق محمد ﷺ

اور آپؐ کے آلؓ و اصحابؓ سب پر۔